قواعد وضوابط برائے مدارس ابتدائیہ وطریقہ تعلیم درجہ قرآن کریم

ادارہ

مدارس عربیہ میں تعلیمی نظم وضبط اور عملی یگانگت پیدا کرنے کی غرض سے ''وفاق'' کی مجلس عاملہ وشوریٰ نے وقتاً فوقتاً قواعد وضوابط ملحقہ مدارس کے لئے منظور کیے ہیں یہ قواعد وضوابط 1959ء میں مرتب ہوئے اور وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے، ذیل میں مدارس ابتدائیہ کے لیے منظور کردہ قواعد اور درجہ قرآن کریم کا طریقہ تعلیم از حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ پیش ہے..............................ادارہ]

اوقات تعلیم

مدارس ابتدائیہ کے لیے تعلیم کا وقت ۴ گھنٹے صبح اور ۲ گھنٹے بعد نماز ظہر تا نماز عصر کل ۶ چھ گھنٹے یومیہ ہوگا۔

توضیح:......بچوں کو طہارت، وضو اور نماز (اذان، اقامت اور جماعت وغیرہ) کے مسائل کو عملاً سکھانا از بس ضروری ہے اس لیے دوسرا وقت ضرور رکھا جائے تا کہ اساتذہ بچوں کو دو نمازیں اپنی نگرانی میں پڑھوا سکیں۔ اگر مخصوص حالات یا کسی مجبوری کی وجہ سے ایک ہی وقت رکھا پڑے تو چھٹی نماز ظہر کے بعد کی جائے اور ظہر کی نماز اپنے سامنے ضرور پڑھوائی جائے۔

تعطیل کلاں

مدارس ابتدائیہ کی تعطیل کلاں ۲۱ رمضان المبارک سے ۵ شوال تک ہوا کرے گی۔ ۶ شوال سے ہر مدرسہ کھل جائے گا۔

توضیح:......کم سن اور ناسمجھ بچوں کے لیے سب سے زیادہ مضرت رساں تعطل اور بے کاری ہوتی ہے ان کو تعلیمی مشاغل میں مصروف رکھنا تعلیم اور درسگاہ سے مانوس رکھنے کے لیے بے حد ضروری ہے اسی لیے مدارس ابتدائیہ اور مکاتب

میں تعطیل کلاں صرف دس یوم آخر عشرہ رمضان اور پانچ یوم تعطیل عید الفطر کل پندرہ یوم رکھی گئی ہے۔ یہی تمام مکاتب میں ہمیشہ سے معمول رہا ہے۔

تعطیلات ہر جمعہ کے علاوہ ۷ ذی الحجہ سے ۱۳ ذی الحجہ تک (ایک ہفتہ) تعطیل عید الاضحیٰ ہوا کرے گی۔

توضیح:...... اسلامی تہوار درحقیقت صرف ۲ دو ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ اسی لیے تمام مدارس عربیہ میں ہمیشہ سے جمعہ کے علاوہ صرف ان ۲ دو تہواروں کی چھٹی ہوا کرتی ہے اسی کو وفاق نے برقرار رکھا ہے۔

(۴) رخصت درجات ابتدائیہ کے مدرسین ایک ماہ تک کی رخصت بلا وضع تنخواہ لے سکتے ہیں اس سے زائد کی تنخواہ وضع ہوگی۔

تنبیہ:...... مدرسین وطلبہ مدارس ابتدائیہ کے لیے حاضری وامتحانات وغیرہ کے قواعد وضوابط وہی ہیں جو مدارس فوقانیہ ووسطانیہ کے لیے بیان کئے جاچکے ہیں صرف داخلہ طلبہ کے لیے کوئی وقت اور زمانہ محدود ومعین نہیں ہے۔

ہدایات برائے مدرسین مدارس ابتدائیہ وتحفیظ

جماعت بندی:

اگرچہ مدارس ابتدائیہ ہی داخلہ ہمہ وقت جاری رکھنے کی وجہ سے اسباق کی مکمل جماعت بندی نہیں کر سکتے۔ تاہم آغاز سال یعنی ماہ شوال میں جس قدر بچے ہوں، ان کے اسباق کی جماعت بندی ضرور کی جائے۔ درجہ قرآن کریم میں منزلوں اور پاروں کا اعتبار سے اور قاعدہ میں تختیوں کے اعتبار سے علیٰ ہذا دینیات واردو نوشت وخواند میں ان کتابوں کے اعتبار سے جو پڑھائی جاتی ہیں اور لکھائی میں مفرد یا مرکب حروف کی لکھائی کے اور املا میں آسان اور مشکل املاء کے اعتبار سے۔ اور جو بچے آغاز سال کے بعد آئیں۔ ان کی استعداد اور پڑھائی کا جائزہ لے کر جس جماعت کے وہ لائق ہوں اس میں داخل کر دیا جائے۔ بہر حال جماعت بندی اسباق بے حد ضروری چیز ہے۔ اور یہ صورت کہ ہر بچہ کا سبق الگ ہو۔ اور مدرسہ میں جتنے بچے ہوں۔ اتنے اسباق انتہائی مضر ہے۔ مدرس کے لئے بھی اور مدرسہ کی تعلیم کے لئے بھی۔ اسے ہر قیمت پر ختم کر دینا ضروری ہے۔

نگرانی:...... (الف) ابتدائی مدرسہ کے مدرس کو صرف بچوں کا سبق سننے اور پڑھانے میں منہمک نہ ہو جانا چاہئے۔ بلکہ جن بچوں کو سبق پڑھا دیا ہے یا سن لیا ہے۔ ان پر بھی نظر رکھنی چاہئے۔ اس لئے کہ بچہ کی فطرت ہے کھیلنا اور شوخی کرنا۔ اس میں تو کچھ حرج نہیں مگر شرارت، ہاتھا پائی بدکلامی وغیرہ سخت معیوب چیزیں ہیں اور بچوں کو آزاد چھوڑ دینے سے وہ فطری کھیل کود اور شوخی بہت جلد ان عیوب کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ لہٰذا مدرس کو ہر وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ میں ناسمجھ بچوں کو پڑھا رہا ہوں۔

(ب) بچوں کو درسگاہ میں اکیلا ہرگز نہ چھوڑنا چاہئے۔ اول وقت میں درسگاہ میں پہنچ جانا اور وقت ختم ہونے پر

بچوں کو رخصت کر کے درس گاہ سے باہر جانا چاہیئے۔ اگر کسی لابدی ضرورت سے درسگاہ سے باہر جانا پڑے تو اپنے رفیق دوسرے مدرس یا کسی معمر آدمی کو چھوڑ جانا چاہیئے۔

تربیت:......(الف) تربیت، تعلیم سے زیادہ ضروری چیز ہے۔ خصوصاً بچوں کے لئے تعلیم تو مقررہ نصاب کے تحت دی جاتی ہے۔ اور اس کی حدود معین ہیں۔ لیکن تربیت کا نہ تو کوئی نصاب ہے، نہ حدود جن کی تعین کیا جاسکے۔ یہ صرف معلم کے حسن سلیقہ، سلامتی، ذوق اور اہتمام وتوجہ پر موقوف ہے۔ اجمالاً واصولاً اتنا کہا جاسکتا ہے کہ بچوں کی گفتار و کردار، نشست و برخاست شکل وصورت، لباس و وضع قطع اور نقل وحرکت میں اسلامی اور مشرقی تہذیب کا رنگ اتنا غالب اور نمایاں ہونا چاہیئے کہ ہر دیکھنے والا پہلی نظر میں پہچان لے کہ یہ مسلمان اور مہذب بچے ہیں۔ مغربی تہذیب اور لادینی کے نہ صرف مسموم اثرات سے بلکہ ان کی ہوا سے بھی بچانا چاہیئے۔ درس گاہ کو کوڑے کرکٹ سے پاک وصاف رکھنے، کتابوں، کاپیوں اور قلم دوات تختی کو سلیقہ کے ساتھ رکھنے، ہاتھ منہ اور کپڑوں نیز فرش وغیرہ کو سیاہی کے داغ دھبوں سے بچانے، صاف ستھرے کپڑے پہن کر مدرسہ آنے، دانت صاف اور ناخن تراشیدہ رکھنے کی ہمہ وقت ترغیب وتاکید فرمائیں اور ہدایات پر عمل نہ کرنے کی صورت میں زجر وتوبیخ بلکہ ہلکی پھلکی سزائیں بھی دینی چاہئیں۔

(ب) ناسمجھ اور کم سن ونو آموز بچے غیر شعوری طور پر اپنے معلم اور استاد کے اخلاق، اعمال اور گفتار و کردار کے نقال وعکاس ہوتے ہیں اس لئے ایسے بچوں کے استاد کو ہمیشہ اور ہر وقت اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ یہ بچے میرے اخلاق واعمال کا آئینہ دار ہیں۔ یہ جو کچھ میری زبان سے سنیں گے وہی بولیں گے۔ اور جو کچھ مجھے کرتا ہوا دیکھیں گے۔ وہی کریں گے۔ اور ان کی نکوکاری، خوش اخلاقی، سلیقہ مندی کو میری طرف منسوب کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں تجربہ شاہد ہے کہ متقی و پرہیز گار، دیندار، نکوکار استاد کے شاگرد بھی دیندار اور نکوکار ہوتے ہیں۔ اور ایسے استاد کی شاگردی بچوں کی پوری زندگی کو سنوار دیتی ہے۔ اسی لئے لوگ اپنے ناسمجھ اور کم عمر بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے دیندار ونکوکار استاد کو تلاش کرتے ہیں۔ اس لئے درجات ابتدائیہ کے استادوں کو خود بھی حسن اخلاق واعمال اور دینداری ونکوکاری کا نمونہ بن کر رہنا ازبس ضروری ہے۔

زدوکوب:......نہ صرف یہ کہ زدوکوب والدین اور سرپرستوں سے مستقل لڑائی جھگڑا مول لینے کے مترادف ہے بلکہ بچوں کو کند ذہن، غبی اور تعلیم سے متنفر وگریزاں بنا دیتی ہے۔ اور ذہنی اعتبار سے سخت مضر ہوتی ہے۔ اس لئے تعلیم و تربیت دونوں میں ترغیب وتشویق اور حسن تدبیر سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ یہ بات کہنے کو تو نہایت آسان اور ذراسی ہے مگر استاذ کے لئے عملاً نہایت دشوار اور صبر آزما ہے۔ اس لئے کہ بچہ اپنے فطری تقاضہ کے تحت پڑھنے لکھنے کے بجائے کھیل کود اور شوخی کا رسیا ہوتا ہے۔ اور استاد تعلیم وتربیت کے فرائض سرانجام دینا چاہتا ہے۔ بچہ اس سے فرار وگریز اور بالکل برعکس کام کرنا چاہتا ہے۔ استاد کو بظاہر آسان ترین نسخہ زدوکوب اور زجر وعقوبت نظر آتا ہے۔ کہ یہ ترغیب وتشوق

میں سر کھپانے اور بچہ کے ساتھ بچہ بننے کی بنسبت آسان محسوس ہوتا ہے۔ بچہ کے کہنا نہ ماننے اور کام نہ کرنے پر غصہ آتا ہے وہ اور جلتی پر تیل کا کام کرتا ہے اور استاد بچہ کو مار پیٹ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتا ہے اس سے بچے کو کسی قسم کا فائدہ پہنچنے کا خیال کرنا غلط فہمی ہے۔ درحقیقت استاد نے اپنے سینے کی جلن کو ٹھنڈک پہنچا کر اپنے ضیق صدر کا علاج تو کر لیا مگر اس ہر وقت کی پٹائی نے بچہ اور بھی ڈھیٹ اور پٹنے کا عادی بنا دیا۔ اس طرح حقیقی مقصد یعنی تعلیم و تربیت فوت ہو جاتا ہے۔ مکتب سے بھاگے ہوئے بچوں کو ے کہانیاں اور واقعات کس قدر مشہور و معروف ہیں۔ اچھے اچھے جو ہر قابل تعلیم سے محروم کامیاب ترین ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ بہر حال بچوں کے استاد کو بہت زیادہ ضابط نفس، متحمل المزاج اور ٹھنڈے دل و دماغ کا مالک ہونے کی ضرورت ہے۔ بدقسمتی سے جتنا یہ کام مشکل ہے۔ اتنا ہی اسے آسان سمجھ لیا گیا اور ہر کس و ناکس کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ ارباب مدارس کو اس بارے میں بہت زیادہ احتیاط برتنی چاہئے۔

خدمت لینا اور کام کرانا:...... بچہ عموماً استاد کی سختیوں اور زدوکوب سے بچنے اور اس کو خوش رکھنے کے لئے لا شعوری طور پر بطور رشوت استاد کی حد سے زیادہ خدمت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور خود کو زرخرید غلام سے بھی بڑھ کر خدمت گزار بنا دیتا ہے۔ استاد اپنی سہولت اور آسائش پسندی کی وجہ سے بچہ کی اس نفسیات کو سمجھے بغیر دھوکہ میں آ جاتا ہے اور ایسے شاگرد کو خانہ زاد غلام سمجھ لیتا ہے۔ اور بے دھڑک کام لیتا ہے اور ایسے ایسے کام لیتا ہے جو وہ اپنی اولاد سے بھی نہیں لے سکتا۔ مکتبوں کے استاذوں اور شاگردوں کی خدمت گیری اور خدمت گزاریں کی داستانیں عجیب عجیب واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ یہ حرکتیں علاوہ استاد کی رسوائی و بدنامی کے بچہ کی عزت کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ اور وہ اس طریق کار کا بچپن سے ہی عادی ہو جاتا ہے۔ بعض حضرات ہر دو مذکورہ بالا امور کے جواز میں ملک کے بعض مسلم اساتذہ کا طرز عمل بطور سند پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ محض فریب نفس ہے۔ برائی بہر حال برائی ہے، کسی سے بھی سرزد ہو۔ اساتذہ محض اپنے کمال اور مہارت فن کی وجہ سے طریق کار کے اس نقص بالفاظ دیگر ''برائی'' کے باوجود کامیاب و معروف ہیں۔ لوگ ان کی عظمت فن اور کمال کی وجہ سے اس نقص کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس لئے کم عمر اور ناسمجھ بچوں کے استاذ کا لازمی طور پر فرض یہ ہے کہ وہ بچوں سے اپنے ذاتی کام یا خدمت لینے کا عادی نہ ہو۔ واضح ہو کہ یہ بحث اس خدمت گیری اور خدمت گزاری سے متعلق ہے جو عموماً مکتبوں کے ناسمجھ بچے محض استاد کی مار پیٹ یا غصہ و ناراضگی کے خوف سے اور اس کو اپنے سے خوش رکھنے کے لئے کرتے ہیں اور استاد محض راحت پسندی اور منفعت گیری کے جذبہ کے تحت لیتے ہیں جیسا کہ عموماً مکاتب ہوتا ہے۔ باقی وہ سمجھدار اور ہوشمند شاگرد جو استاد کے مرتبہ اور عظمت کو سمجھ کر از راہ عقیدت و محبت اپنے استاد کی خدمت کرتے ہیں وہ تو غایت درجہ محمود اور ان کی سعادت مندی اور روشن مستقبل کے آثار و علائم میں سے ہے۔ استاد چاہے یا نہ چاہے وہ کسی نہ کسی عنوان سے اس کی خدمت کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہیں۔ اور اسی میں اپنی سعادت مضمر سمجھتے ہیں۔

اسی طرح یہ بحث اس خدمت گیری سے بھی متعلق نہیں جو استاد نا سمجھ بچوں میں بڑوں کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے بغرض تربیت بچوں سے کام لیتا ہے۔ کہ یہ تو عین آداب آموزی اور استاد کا فریضہ ہے۔ مگر اس نظر شفقت و تربیت کو دو چار بچوں کے ساتھ مخصوص نہ رکھنا چاہئے بلکہ بلا تخصیص نوبت بہ نوبت تمام بچوں سے اپنے اور دوسرے اساتذہ کے کام کرانے چاہئیں۔ تاکہ بچے بزرگوں کی خدمت کرنے کے عادی ہو جائیں۔

شاگردوں سے مالی منفعت حاصل کرنا:

عموماً مدارس و مکاتب ابتدائیہ اپنی استطاعت اور مقامی حالات کے مطابق مدرسین کی ضروریات کی کفالت کرتے ہیں۔ اور کم وبیش تنخواہیں دیتے ہیں۔ اگر اساتذہ کی ضرورتیں اس سے پوری نہ ہوں تو امامت وخطابت وغیرہ دوسرے ذرائع اختیار کرتے ہیں۔ لیکن اپنے شاگردوں اور ان کے سرپرستوں سے کسی بھی چھوٹی بڑی مالی منفعت کی طمع وتوقع ہرگز ہرگز نہ رکھیں۔ اور متعین یا غیر متعین معاوضہ ہرگز قبول نہ کریں۔ کہ یہ استادی شاگردی کے روحانی تعلق و تربیت کے لئے سم قاتل ہے۔ ادھر شاگردوں اور ان کے سرپرستوں کے دل سے احترام واحسان مندی قطعاً ختم ہو جاتی ہے۔ استاد کے دل سے خدمت دین اور تعلیم وتربیت کا حقیقی جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور دونوں طرف کاروباری ذہنیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور علم وبرکت علم اٹھ جاتی ہے۔ یاد رکھئے مدارس ومکاتب دینیہ کے اساتذہ ومدرسین کے لئے دنیوی سکولوں کے ماسٹروں کی سطح پر آ جانا اور ان کی روش اختیار کر لینا خود ان کے لئے بھی باعث عار ہے۔ اور دینی تعلیم وتربیت کی بھی توہین ہے۔ خصوصاً معلمین قرآن کریم کہ ان کے لئے تو مدرسہ کی تنخواہ کے علاوہ کوئی بھی مالی منفعت اپنے شاگردوں سے حاصل کرنا شرعاً بھی درست نہیں کہ یہ مدرسہ کے ساتھ بھی خیانت ہے اور اپنے نفس کے ساتھ بھی خیانت ہے کہ خود کو آخرت کے اجر وثواب سے محروم کر لیتے ہیں۔ فی زمانہ علم کی برکت اور تعلیم کے روحانی اثرات کے ختم ہو جانے کے جہاں اور اسباب ہیں۔ وہاں ایک بڑا سبب یہ بھی ہے۔ شاگردوں سے کسی چیز کی فرمائش کرنا یا تحفہ قبول کرنا بھی اسی مالی منفعت حاصل کرنے کے زمرہ میں شامل ہے۔

کم عمر و نا سمجھ بچے اور بالغ بچے:

اگر کم سن اور نا سمجھ بچوں کے ساتھ بالغ اور نوجوان لڑکے بھی شریک ہوں تو چھوٹے بچوں کو بڑے بچوں کے پاس بیٹھنے اٹھنے میل جول اور ارتباط واختلاط باہمی سے بچانا بے حد ضروری ہے۔ نیز بڑے لڑکوں کی شکایت پر جب غیر محسوس طریق پر تحقیق نہ کر لیں۔ چھوٹے بچوں کو زجر وتوبیخ نہ کریں۔ اگر تحقیق کے بعد شکایت صحیح ثابت ہو تو تب بھی اس کا تدارک اس طرح کریں کہ نہ شکایت کرنے والے محسوس کریں کہ استاد نے ہماری شکایت پر سزا دی ہے اور نہ قصوروار بچے یہ محسوس کریں کہ کسی نے بری شکایت کی ہے اور اس پر استاد نے ہمیں سزا دی ہے۔ تاکہ نہ چھوٹے بچے بڑوں سے خائف ہوں اور نہ بڑوں کو اپنا رعب اور دباؤ ڈال کر چھوٹوں سے ناجائز برتاؤ یا کام لینے کی جرات ہو۔ ہاں اگر بالغ اور

نوجوان لڑکے قابل اعتماد اور دیندار و نیک کردار ہوں تو ان سے چھوٹے بچوں کا آموختہ سننے یاد ہرانے' گردان کرانے کا کام لیا جاسکتا ہے۔ وہ بھی بلا تخصیص اور بدون تعین' غرض اس اختلاط کی صورت میں ہر دو قسم کے طلبہ کے اخلاق و کردار کی نگرانی بہت زیادہ اہم اور ضروری ہو جاتی ہے۔

عبادت: ......تمام شاگردوں اور بچوں کو اپنی اولاد سمجھیں اور ان کی تعلیم و تربیت کو اپنا مقدس دینی فریضہ اور عبادت الٰہیہ خیال فرمائیں اپنے تمام ذاتی مشاغل اور کاموں پر ان کی تعلیم و تربیت کو ترجیح دیں اور محض آخرت کی مسئولیت کے خوف سے پورے خلوص اور جانفشانی سے کام کریں۔ اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائیں گے۔ اور دین و دنیا میں ان شاء اللہ اس کا ثمرہ ضرور ملے گا۔ السعی منا والتوفیق من اللہ۔

☆......☆......☆

طریقہ تعلیم درجہ قرآن کریم برائے ملحقہ مدارس

(۱) بچوں کو قاعدہ ہی میں ادائیگی اور شناخت کے لحاظ سے خوب مشق کرائی جائے۔

(۲) پارہ شروع ہونے کے بعد حرفوں کے جوڑ کی طرف توجہ ضرور باقی رہنی چاہئے۔ اکثر اساتذہ تکاسل کی بنا پر اس کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ یہ عموماً نقصان دہ ثابت ہوتا ہے اور باعث مشکلات بنتا ہے۔

(۳) شروع سے ہی اخفاء اظہار' تفہیم و تدقیق' نرمی اور سختی' حروف مدہ کے بڑھاؤ اور باقی حروف کے گھٹاؤ کا بہت زیادہ اہتمام کیا جائے۔ خصوصاً ایسے حروف میں جن کی آواز آپس میں ملتی جلتی ہیں جیسے طاء تا' ثا سین' حا ہا' ذال زاء' سین صاد' ضاد ظاء' ق ک' ہمزہ عین وغیرہ۔

(۴) سنتے وقت ایک ایک بچہ کا الگ الگ سنا جائے۔ اس سے تلفظ اور حرکات کی غلطی سے حفاظت رہتی ہے۔

(۵) جو آموختہ زیادہ ہو جائے تو اس میں سے روزانہ کم از کم آدھا پارہ ضرور یاد کرایا اور سنایا جائے۔ اور چار پارے منزل اپنی نگرانی میں پڑھوائی جائے۔

(۶) مطالعہ اگر ہو سکے تو تو حفظ سنا جائے۔ اور کہلاتے وقت قواعد و تجوید کی رعایت رکھ کر پارہ ختم ہونے کے بعد جب دوسرا پارہ شروع کرایا جائے تو ختم شدہ پارے کا آخری نصف بھی سنا جائے اور مطالعہ کے برابر اس آخری نصف میں کمی ہوتی رہے۔ حتیٰ کہ وہ بھی نصف ہو جائے۔

(۷) جب قرآن مجید ختم ہو جائے یا کوئی بچہ کسی دوسری جگہ سے کچھ پارے پڑھا ہوا آئے اور وہ کچے ہوں تو یاد کرانے کی صورت یہ ہے کہ روزانہ ربع پارہ یا کم و بیش سننا شروع کریں۔ جب تک یہ سنا ہوا دو پارے ہوں اس وقت آگے والا ربع اور یہ پچھلا ساتھ سنا جائے۔ اور چار یا پانچ پارے ہونے کے بعد دو پارے پیچھے سے اور جتنا آسانی

کے ساتھ ممکن ہو آگے اور انہی پاروں کے ۴'۴ یا ۵'۵ پارے کر کے سنا جائے۔ جب یہ خوب یاد ہو جائیں تو پھر بدستور سابق آگے اور پیچھے سے سنایا جائے۔ بیس پارے ہونے کے بعد پھر ہفتہ عشرہ کے لئے آگے سے بند کرا کے پچھلے کو زیادہ زیادہ سن کر خوب پکا کرا کے پھر آگے شروع کیا جائے۔ اسی طرح آخر تک اس سلسلہ کو باقی رکھا جائے۔

(۸) متشابہ والی آیتوں پر خوب تنبیہ کی جائے۔ تاکہ ساتھ ساتھ متشابہ بھی یاد ہوتے جائیں۔

(۹) ان تمام تدابیر پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے کامیابی کی دعا بھی برابر کرتے رہیں۔ اور اسی پر توکل کریں اور اپنی کارکردگی پر غرور نہ کریں۔ ان شاء اللہ خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوگا۔

نوٹ:...... طریقہ تعلیم قرآن کریم سے متعلق یہ چند ضروری امور مختصر بیان کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن درجہ قرآن کریم کے ہر استاذ کو حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی استاذ قرآۃ و تجوید مدرسہ خیر المدارس ملتان کا تصنیف کردہ مطبوعہ رسالہ آداب تلاوت مع طریقہ تعلیم ضرور پڑھنا چاہئے۔ اور اس کی پابندی کرنی چاہئے۔

درجہ حفظ قرآن عظیم:

تجربہ شاہد ہے کہ عموماً حفظ قرآن کریم پر چھ سال صرف کئے بغیر کلام مجید پختہ اور قابل اعتماد نہیں ہوتا۔ اس لئے بترتیب ذیل درجہ حفظ کے ہر بچہ کو کلام اللہ حفظ کرایا جائے۔

سال اول	قاعدہ نورانی، ربع پارہ عم	سال چہارم	دس پارے
سال دوم	پارہ عم، دو پارے از اول	سال پنجم	بارہ پارے
سال سوم	چھ پارے	سال ششم	اعادہ تمام کلام اللہ

پہلے چار سال میں مذکورۃ الصدر نقشہ کے مطابق اول پانچ گھنٹے صرف قرآن کریم پر اور چھٹا گھنٹہ دینیات کی عملی تعلیم پر صرف کیا جائے۔ پانچویں سال میں چار گھنٹے قرآن کریم پر پانچواں دینیات کی کتابی و عملی تعلیم پر اور چھٹا گھنٹہ اردو نوشت وخواند اور مشق خوش خطی واملاء پر صرف کیا جائے گا۔ اور چھٹے سال میں پہلے تین گھنٹے اعادہ قرآن کریم پر چوتھا دینیات و سیرت کی کتابوں پر اور پانچواں چھٹا گھنٹہ ابتدائی حساب یا فارسی پر صرف کیا جائے۔ اور کوشش کی جائے کہ حفظ قرآن کریم کی شش سالہ مدت میں اردو نوشت وخواند دینیات وسیرت کا مکمل نصاب ہر طالب علم کو ضرور پڑھا دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی بقدر ضرورت حساب۔ یا فارسی کا نصاب بھی ضرور پڑھا دیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ جو طلبہ آئندہ عربی پڑھنا چاہتے ہیں ان کو فارسی کا نصاب پورا پڑھا دیا جائے۔ اور جو عربی پڑھنے کا ارادہ نہیں رکھتے ان کو زیادہ سے زیادہ حساب کی مقدار سکھا دی جائے۔

☆......☆......☆